Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 174-193
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2428
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

پاکستان کا معاشی استحکام: تحدیات و تدارک نبوی تعلیمات کے تناظر میں

Economic Stability of Pakistan: Challenges and Solutions In the context of Prophetic Teachings

Rukhsar Tariq
MPhil Scholar, Government College University, Lahore.
gullerukhsar23@gmail.com

Abstract

The significance of Sirat-ul-Nabi as a guide for economic stability and the role of religion in economic development are both examined in the study. A literature review, data collection, and analysis of primary and secondary sources are all included in the research design. According to the research, Sirat-ul-Nabi may be able to offer direction for Pakistan's economy. Based on Sirat-ul-Nabi, the study identifies key economic stability strategies, such as fostering social justice, supporting entrepreneurship, and emphasizing the value of ethical behavior in business. Discussions about the findings' implications for stakeholders and policymakers are included, along with ideas for further study. This study investigates the economic challenges confronting Pakistan and explores solutions inspired by Prophetic teachings to enhance economic stability. By examining contemporary economic issues such as inflation, unemployment, fiscal deficits, and external debt, this research contextualizes them within the framework of Islamic principles as exemplified in the teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him). It aims to identify practical strategies and policies rooted in Prophetic guidance to address these challenges, fostering sustainable economic stability in Pakistan.

Keywords

Economic stability, Pakistan, Prophetic teachings, Islamic economics, Contemporary challenges, Business Ethics.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کی معاشی پریشانیوں کا حل پائیدار اقتصادی پالیسیوں میں مضمر ہے۔ معاشی ماہرین کے مطابق تاریخ گواہ ہے کہ عام طور پر ملک میں معاشی رفتار اس وقت متاثر ہوتی ہے جب ملک میں کوئی نئی حکومت آتی ہے اور پچھلی پالیسیوں کو چھوڑ کر اپنے معاشی ایجنڈے کو لاگو کرتی ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشی استحکام متاثر ہوتا ہے اور ان معاشی ہچکیوں کے نتیجے میں قلیل مدتی پالیسیوں اور فوری اصلاحات تعطل کا شکار ہوتی ہیں۔ اقتصادی ماہرین کے مطابق اس قسم کی صورتحال میں ایک ایسے مستحکم اور مستقل اقتصادی پالیسی فریم ورک کا ہونا ضروری ہے، جو سیاسی تبدیلیوں سے مشروط نہ ہو اور جو سرمایہ کاروں کو طویل مدتی منصوبہ بندی کے لیے درکار اعتماد فراہم کر سکے۔ ماہرین کے مطابق اقتصادی پالیسیوں کو بہتر بنانے کے لیے مجموعی اقتصادی ماڈل میں پائیدار اصلاحات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ برآمدات میں تنوع اور تجارت کو فروغ دینے سے پاکستان کو زرمبادلہ کمانے اور تجارتی خسارے کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے اور اس ضمن میں اقتصادی پالیسیاں ایک طویل المدتی وژن کے ساتھ تیار کی جانی چاہئیں جس میں ملک کی اقتصادی صلاحیت، آبادیاتی رجحانات اور عالمی اقتصادی تبدیلیوں کو مدنظر رکھا جائے۔ اسی تناظر میں یہ بات بھی اہم ہے کہ اس سلسلے میں تمام سیاسی اسٹیک ہولڈرز کے درمیان چارٹر آف اکانومی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور شفاف اور جوابدہ طرز حکمرانی اداروں میں اعتماد پیدا کرنے اور معاشی پالیسیوں کو مؤثر طریقے سے لاگو کرنے کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔

معیشت کے استحکام اور ریاست کے استحکام میں راست تناسب ہوتا ہے۔ ایک مستحکم معیشت ٹیکسوں، فیسوں اور آمدنی کی دیگر اقسام کے ذریعے ریاست کے لیے زیادہ آمدنی پیدا کرتی ہے۔ یہ ریاست کو عوامی سامان اور خدمات جیسے بنیادی ڈھانچے، تعلیم، صحت کی دیکھ بھال اور سیکورٹی میں سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دیتا ہے، جس کے نتیجے میں، ریاست اپنے شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بناتی ہے۔ مستحکم معیشت میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور بے روزگاری کم ہوتی ہے، افراد کی مجموعی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشی استحکام ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے جس کی بنا پر وہ ریاست میں مزید سرمایہ کاری کے امکانات کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں نئے کاروبار اور صنعتوں کی تخلیق کے ساتھ ساتھ تجارتی مواقع میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے اقتصادی ترقی کو مزید فروغ ملتا ہے۔ اس کے لئے ایک اہم چیز سیاسی استحکام بھی ہے کیونکہ یہ شہری بدامنی، سماجی ہلچل، اور سیاسی انتشار کے امکانات کو کم کرتی ہے۔ یہ ایک پرامن اور مستحکم ماحول کو فروغ دے سکتا ہے، جو اقتصادی ترقی اور معاشی استحکام کے لئے ضروری ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرامین اور سیرت میں ایسے تمام امور اور معاملات کی راہنمائی فراہم کی ہے۔ ذیل کی سطور میں مرکزی عنوان اور اس سے متعلق ذیلی عناوین پر مواد کو اجمالی طور پر پیش کیا جائے گا۔

2 معاشی استحکام کی تعریف

معاشی استحکام کا مطلب ہے کہ کسی ملک کی معاشی حالت کتنی مضبوط اور پائیدار ہے۔ اس میں معاشی ترقی، روزگار کی فراہمی، معیار زندگی، انفاق، اور معاشی امن شامل ہوتے ہیں۔[1]

N. Gregory Mankiw کی کتاب Principles of Macroeconomics کے ساتویں ایڈیشن کے مطابق:

economic stability is a macroeconomic goal that is achieved through the management of inflation, unemployment, and economic growth. [2]

معاشی استحکام ایک میکرو اکنامک[3] ہدف ہے جو افراط زر، بے روزگاری، اور اقتصادی ترقی کے نظم ونسق کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔
مصنف کے پیش کردہ تجزیئے کے مطابق مستحکم معاشی ترقی ملازمتیں پیدا کرنے اور آمدنی بڑھانے کے لیے اہم ہے، جس کے نتیجے میں غربت میں کمی اور معیار زندگی کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے۔ مصنف کے مطابق قیمتوں میں استحکام، جو افراط زر کو کنٹرول کرنے کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بہت ضروری ہے کہ پیسے کی قدر مستحکم اور قابل پیشن گوئی رہے، جو معاشی سرگرمیوں کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔[4]

رچرڈ ٹی فروین اپنی کتاب میکرو اکنامکس (Macroeconomics) کے نویں ایڈیشن میں معاشی استحکام کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> The ability of an economy to avoid or minimize fluctuations in output, employment, and prices.[5]

ایک معیشت کی پیداوار، روزگار اور قیمتوں میں اتار چڑھاؤ سے بچنے یا کم کرنے کی صلاحیت۔

Froyen اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ ایک مستحکم معیشت اقتصادی ایجنٹوں کے لیے منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کے فیصلے کرنے کے لیے ساز گار ماحول فراہم کرتی ہے۔ مزید برآں، وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ معاشی استحکام کسی بھی معیشت کے لیے ایک مطلوبہ ہدف ہے، کیونکہ یہ صارفین اور کاروباری اعتماد میں اضافہ کرتا ہے اور طویل مدتی اقتصادی ترقی کو فروغ دیتا ہے۔[6]

ان تعریفات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ معاشی استحکام کسی بھی معیشت کے لیے ایک اہم ہدف ہے، کیونکہ یہ کاروبار، افراد اور حکومتوں کو مستقبل کے لیے منصوبہ بندی اور سرمایہ کاری کرنے کے لیے ساز گار ماحول فراہم کرتا ہے۔ معاشی استحکام کے حصول

کے لیے افراط زر، بے روزگاری، اور معاشی نمو کے مناسب، متوازن اور پائیدار انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔

3 پاکستانی معیشت: مختصر تاریخی جائزہ

پاکستانی معیشت نے 1947 میں اپنی آزادی کے بعد سے بہت سی اہم تبدیلیوں اور تجربات کا سامنا کیا ہے۔ پاکستان کو اس وقت ایک ترقی پذیر ملک کے طور پر جانا جاتا ہے جس کی معیشت بنیادی طور پر زراعت اور ٹیکسٹائل کی صنعتوں پر منحصر ہے۔ تاہم، ملکی معیشت پچھلی دہائیوں کے دوران متعدد اندرونی اور بیرونی عوامل کی وجہ سے متعدد اتار چڑھاؤ سے گزری ہے۔

1960 کی دہائی کے دوران، حکومت کی زیر قیادت صنعت کاری کی پالیسیوں کی وجہ سے پاکستان نے اقتصادی ترقی کا تجربہ کیا، جس نے درآمدی متبادل اور بھاری صنعتوں کی ترقی پر توجہ مرکوز کی۔ تاہم، یہ ترقی غیر پائیدار تھی اور 1970 کی دہائی میں ادائیگیوں کے توازن کے بحران کا باعث بنی۔[7] 1980 کی دہائی میں، پاکستان کو افغانستان میں سوویت یونین کے خلاف امریکی قیادت میں اتحاد کی حمایت کی وجہ سے نمایاں غیر ملکی امداد ملی۔ اس امداد سے معیشت کو مستحکم کرنے میں مدد ملی، لیکن اس کے نتیجے میں بیرونی قرضے بھی جمع ہوئے۔[8]

1990 کی دہائی کو معاشی لبرلائزیشن کی پالیسیوں کے حوالے سے جانا جاتا ہے جس کا مقصد معیشت میں ریاست کے کردار کو کم کرنا اور نجی شعبے کی ترقی کو فروغ دینا تھا۔ ان پالیسیوں سے جہاں کچھ بہتری آئی، وہیں ان کے نتیجے میں عدم مساوات اور بے روزگاری میں بھی اضافہ ہوا۔[9] 2000 کی دہائی میں، پاکستان نے سروس سیکٹر، خاص طور پر ٹیلی کمیونیکیشن اور فنانس میں تیزی سے اقتصادی ترقی کی۔ تاہم، 2008 کے عالمی مالیاتی بحران کی وجہ سے اس نمو میں کمی آئی۔[10]

گزشتہ ڈیڑھ دہائی سے پاکستان متعدد اقتصادی چیلنجوں سے نبرد آزما رہا ہے، جن میں بلند افراط زر، ایک بڑا تجارتی خسارہ، اور قرضوں کا غیر پائیدار بوجھ شامل ہیں۔ COVID-19 وبائی مرض نے ان چیلنجوں کو مزید بڑھا دیا ہے، جس کے نتیجے میں 2020 میں معیشت میں سکڑاؤ آیا۔[11]

مجموعی طور پر، پاکستانی معیشت گزشتہ دہائیوں کے دوران اہم تبدیلیوں سے گزری ہے، جو اندرونی اور بیرونی دونوں عوامل کی عکاسی کرتی ہے۔ جب کہ ملک نے ترقی اور پیشرفت کے ادوار کا تجربہ کیا ہے، اسے کئی طرح کی معاشی تحدیات کا سامنا ہے۔

4 پاکستان کے معاشی استحکام کو درپیش تحدیات

اگرچہ 2022-2023 میں پاکستان کا معاشی بحران ملک کی سیاسی بدامنی کا ایک بار بار نظر آنے والا عنصر ہے، لیکن اس میں ملک کے حقیقی مسائل کو نظر انداز کرنے کے پیچھے بہت سے وجوہات ہیں، جن میں ناقص گورننس، بے ربط عدالتی نظام، فرسودہ قوانین، ٹیکس کا پیچیدہ نظام، شفافیت کا فقدان شامل ہیں۔ نیز غیر موثر بیوروکریسی، قدرتی اور آبی وسائل کا بے دریغ استعمال، موثر مقامی حکومت کی کمی، ملکی منصوبہ بندی کے لیے ناقابل اعتماد ڈیٹا، اور سرکاری محکموں کی جانب سے پالیسیوں کے عملدرآمد کے طریقوں میں مسلسل خامیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اقتصادی ترقی کو بڑھانے کی کوششوں کے باوجود پاکستان کی جی ڈی پی(GDP) کی شرح نمو ہمیشہ اپنی صلاحیت سے کم رہی ہے۔ اہم شعبوں کی ترقی اور سرمایہ کاری کے امکانات ناکافی ریونیو(Revenue) اکٹھا کرنے، ساختی مسائل اور گورننس کے مسائل کی وجہ سے رکاوٹ بنے۔

4.1 افراطِ زر

پاکستان کی معاشی حالت چند سالوں سے غیر مستحکم ہے جس کی وجہ سے اشیائے خورد و نوش، پیٹرول اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور مہنگائی تقریباً 45 فیصد تک پہنچ چکی ہے، جو عام آدمی کے لیے قابلِ برداشت نہیں۔ دوسری طرف عوام کی بے اطمینانی میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ ریاستی ادارے عوام کے مسائل کو حل کرنے میں ناکام ہیں- بہت سے مسائل کی طرف حکومت کی توجہ بھی نہیں ہے اس کی ایک اہم وجہ خراب انتظامیہ اور نظام میں پھیلی ہٹ دھرمی ہے۔ نظام میں بہتری اسی صورت میں آسکتی ہے اگر وفاقی اور صوبائی حکومتیں مل کے کام کریں۔ اور حکومتی نظام میں انصاف پسندی، اور احتساب ہو اور کم از کم 15 سال کے لیے معاشی پالیسیوں میں کوئی تبدیلیاں نہ لائی جائیں۔[12]

4.2 ٹیکس کا نظام

دیگر پریشان کن مسائل بھی موجود ہیں، جو ہماری معیشت کی توسیع میں رکاوٹ ہیں۔ ٹیکس ادائیگیوں میں پاکستان بین الاقوامی سطح پر 173 ویں نمبر پر ہے۔ ورلڈ بینک کے تجزیے کے مطابق، پاکستانی کاروباری افراد ہانگ کانگ، متحدہ عرب امارات، آئرلینڈ، ملائیشیا، سری لنکا اور بھارت کے مقابلے میں سالانہ 47 فیصد ٹیکس ادا کرتے ہیں، یہ وہ ممالک ہیں جن کے ساتھ پاکستان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم مثال کے طور پر سمجھیں صرف ایک کاروبار جو پاکستان کے چار مختلف صوبوں میں سالانہ کاروبار کرتا ہے %5 کارپوریٹ انکم ٹیکس، آجر کی طرف سے ادا کی جانے والی پنشن کی شراکت، سماجی تحفظ کی ادائیگی، پراپرٹی ٹیکس، پروفیشنل ٹیکس، گاڑی کا ٹیکس، سٹیمپ ڈیوٹی کی ادائیگی، ایندھن ٹیکس کی دائیگی، اور سامان اور سیلز ٹیکس کی ادائیگیاں کرتا ہے۔ جو بھی ٹیکس کاروباری طبقہ دیتا ہے وہ

حکومت کا نظام چلانے کے لیے ضروری ہے لیکن ان کا نفاذ زمینی حقائق کے بنیاد پر ہونا چاہیے۔ اس طبقے کو سہولت فراہم کرنے کے لیے ایمپلائز اولڈ ایج بینیفٹ انسٹی ٹیوشن (EOBI) اور پنجاب ایمپلائز سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشن (PESSI) اور صوبائی سیلز ٹیکس سے متعلق ٹیکس کی ادائیگیوں کی ماہانہ تعدد کو سال میں ایک بار کم کیا جانا چاہیے۔ IT سے چلنے والے ٹیکس سسٹم کے طریقہ کار کو استعمال کرنے سے ٹیکس فائلنگ اور اسی ادائیگی کے نظام کو بہتر بنا جا سکتا ہے۔[13]

4.3 تجارتی نظام میں سہولیات کا فقدان

ورلڈ بینک کے ایز آف ڈوئنگ بزنس انڈیکس کے مطابق پاکستان ٹیکس کے اصولوں کی تعمیل کے لحاظ سے دنیا میں مجموعی طور پر 136 /172 ویں نمبر پر ہے۔ ان رینکنگ کے مطابق اس وقت معاشی سرمایہ کاری کی راہ میں بڑی رکاوٹیں حکومت کے پیچیدہ نظام، شفافیت کا فقدان اور ٹیکس کے پیچیدہ قوانین اور ضوابط ہیں۔ مزید بر آں، زرمبادلہ کی آمدنی کو بڑھانے کے لیے، وفاقی حکومت کو بر آمدات کے فروغ کی حکمت عملیوں کو ترجیح دینی چاہیے۔ یہ بر آمدی مسابقت کو بڑھا کر، بر آمد کنندگان کی حمایت، اور تجارتی معاہدوں اور سفارتی کوششوں کے ذریعے نئی منڈیوں کو تلاش کر کے پورا کیا جا سکتا ہے۔

4.4 آمدنی کا تخمینہ خسارہ

پاکستان کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے کافی رقم جمع کرنے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ ٹیکس ٹو جی ڈی پی کے کم تناسب کی وجہ سے، مالیاتی عدم توازن کو ختم کرنے کے لیے قرض لینے اور بیرونی مدد پر بہت زیادہ انحصار کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں مسلسل قومی بجٹ خسارہ ہی رہتا ہے اور اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ حکومت آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی ہے۔ قومی قرضوں کا بوجھ بڑھ گیا ہے، جس کے نتیجے میں قرض کی ادائیگی کے لیے خاطر خواہ مالی وسائل کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے اندرونی اور بیرونی قرضے مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ بجٹ زیادہ تر قرض اترنے کے حصول کے استعمال کیا جاتا ہے؛ سماجی بہبود اور ترقیاتی اقدامات کے لیے بہت کم رقم رہ جاتی ہے۔ زیر گردش قرض (Circular debt) پاور سیکٹر مالیات پر نمایاں منفی اثرات مرتب کرتا ہے اور توانائی کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کی صلاحیت میں رکاوٹ ہے۔[14]

5 پاکستان کے معاشی استحکام میں درپیش تحدیات کا تدراک سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے لئے سیرت النبی ﷺ سے زیادہ قابل عمل کوئی چیز نہیں ہے۔ ملک کو درست معاشی راہ پر چلانے کے لئے اسوہ نبی سے اسباق حاصل کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں کچھ نکات پیش کئے جاتے ہیں:

5.1 عصری معاشی مسائل اور اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں

ریاست کی ذمہ داریوں کے ضمن میں آیات قرآنی، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافت راشدہ کی معاشی پالیسیوں سے استدلال کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں اسلامی ریاست کے فرائض بیان کیے گئے ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو مقروض قرض ادا نہ کر سکے گا اس کا قرض ریاست (حکومت) ادا کرے گی۔[15]

ریاست کو اپنے اخراجات کم سے کم کرنے چاہیں۔ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اگر افراد حکومت کے خرچ ان کی آمدن سے زیادہ ہو جائیں تو ان کی آمدنیوں سے مصارف پورے نہیں ہو پاتے جس کی وجہ سے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے وسائل ناکافی ہو جاتے ہیں اور غرباء روز بروز تنگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔[16]

ڈاکٹر محمود احمد غازی معیشت اور تجارت میں ریاست کا کلیدی کردار تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ اسلام کا رجحان یہ ہے کہ بازار، معیشت اور تجارت کی قوتیں از خود آزادانہ اور منصفانہ انداز میں کام کرتے رہیں تو ریاست کو مداخلت کی ضرورت نہیں پڑھنی چاہیے۔ اگر بازار میں ایسے عناصر موجود ہوں جن کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہو مثلاً ذخیرہ اندوزی تو حکومت قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے پالیسی واضح کر سکتی ہے۔ اسی طرح افراط زر کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کی وجہ سے محدود آمدنی والے تنخواہ دار طبقہ کی قوت خرید متاثر ہوتی ہے۔ درآمدات و برآمدات درست نہیں ہو سکتیں۔ اگرچہ اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا تاہم اس کو اس سطح تک کم کیا جائے جو کہ عوامۃ الناس کی سکت سے باہر نہ ہو۔ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے ریاست اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ شریعت اسلام مفت خوروں کے طبقے کو پیدا نہیں کرنا چاہتی بلکہ یہ چاہتی ہے کہ جو شخص جائز ذریعے سے روزی کمانے گھر سے نکلے اُس کے راستے میں مصنوعی رکاوٹ نہ ہو، اجارہ داریاں نہ ہوں، ذخیرہ اندوزی نہ ہو اور غیر ضروری طور پر ظلم کی دیواریں کھڑی نہ ہوں۔ ریاست کے علاوہ جن افراد کو اللہ تعالی نے زیادہ مالی وسائل سے نوازا ہے اُن کی بھی ذمہ داری ہے کہ افراد کو روزگار کی فراہمی میں مدد کریں۔

علاقائی عدم مساوات کا خاتمہ ریاست کی ذمہ داری قرار دیتے ہیں تا کہ ملک کے مختلف علاقوں کے درمیان اقتصادی ترقی کی شرح میں بہت زیادہ تفاوت نہ ہو۔ اسلامی شریعت کا یہ تقاضا ہے کہ سب سے پہلے ان علاقوں پر توجہ دے جو انتہائی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں مثلاً پاکستان میں بلوچستان۔ درآمدات و برآمدات کو بھی ریاست احسن طریقے سے کنٹرول کر سکتی ہے۔ جن اشیاء کی برآمدات ملک کے لیے فائدہ مند ہو ان کے لیے حکومت ترغیبات دے اور سہولیات فراہم کرے۔ لیکن جن اشیاء کی درآمدات و برآمدات عامۃ الناس کے لیے نقصان دہ ہو، ان پر پابندیاں عائد کرائے۔ تمام دستیاب ملکی وسائل کا بھرپور استعمال کرے مثلاً مردہ زمین کی آباد کاری اور عطیہ زمین کے ذریعے۔ سرکاری زمین کا پیداواری مقاصد میں استعمال کا مقصد ریاست کے تمام دستیاب وسائل کا بہتر سے بہتر استعمال کرنا

ہے جس سے معاشرے اور ریاست کی آمدن میں اضافہ ممکن ہے۔ معاشرے کے پسماندہ طبقات کی ضروریات پوری ہوں گئیں۔ کفاف کا درجہ ہر ایک کو حاصل ہو جائے گا۔ اگر کفاف کی جو ضروریات ہیں پوری نہ ہوں تو افراد معاشر ومایوس ہو کر فرسٹریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی ضروریات پوری کرنا معاشرے کی بقاءاور تحفظ کے لیے ناگزیر ہے۔

تنخواہوں کے علاوہ سوشل سیکورٹی الاونس دینا بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلفائے راشدین میں بیت المال سے عوام کی ضروریات کے لیے وظائف جاری کیے جاتے تھے۔ نظام حسبہ کا معیشت سے گہرا تعلق ہے اس شعبے کا قیام بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ معاشی اداروں کو قومی تحویل(Nationalization) میں لینا یا ان کی نج کاری(Privatization) یعنی قومی اداروں کو نجی تحویل میں دینا، اگر ریاستی مفادات کے خلاف ہو تو ریاست کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پاکستان میں یہ دونوں پالیسیاں قومی مفادات کے خلاف ہیں۔ ریاست کی یہ ذمہ داری بتاتے ہیں کہ سود کے متبادل اسلامی مارکیٹ کا قیام عمل میں لائے۔[17]

5.2 عادلانہ تقسیم دولت

عصر حاضر میں فقر وفاقہ کا مسئلہ کمزور اور پسماندہ ممالک کو درپیش ہے۔ اس کے دو اسباب زیر بحث لاتے ہیں۔ ایک قدرتی جیسا کہ آفات سماوی دوسری مصنوعی مثلاً زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی مہم، اخراجات کی حد بندی کا نہ ہونا، اسراف و تبذیر کی وجہ سے افراد دولت کے حصول کے ناجائز ذریعے تلاش کرتے ہیں۔ پھر وہ طبقہ جو وسائل کو کنٹرول کرتا ہے وہ عامۃ الناس کی ضروریات کو نظر انداز کر کے کمالیات پر زور دینا شروع کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ارتکاز دولت اور فقر وفاقہ کے خاتمے کا جامع حل تجویز کیا گیا ہے۔ مواقع کی فراہمی میں مساوات کا حکم دیا ہے۔ بنیادی ضروریات کی فراہمی ہر شخص کے لیے یکساں ہونی چاہیں۔[18]

اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ عدل و انصاف کو قائم رکھے۔ انبیاء کرام جن کو اللہ تعالی نے اقتدار عطاء فرمایا تھا اُن کو عدل وانصاف کا حکم دیا۔ وَأُمِرْتُ لِاعْدِلَ بَيْنَكُمْ[19] "مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کو قائم رکھوں۔ یہ مسلمان حکمران کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ عدل وانصاف کو یقینی بنائے۔ عدل کی ضد ظلم ہے اور قیامت کے دن یہ تاریکیوں کا باعث ہو گا۔

الظلم ظلمات یوم القیامۃ[20] ظلم قیامت کے دن ظلمات (اندھیروں) کا باعث ہو گا۔

اگر معاشرے اور معیشت میں عدل و انصاف فراہم ہو جائے تو ایسے اسباب ختم ہو جائیں گے جو ارتکاز دولت کا سبب بنتے ہیں۔ ارتکاز دولت کا خاتمہ قرآن کی معاشی پالیسی کا ایک اہم نکتہ ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: تاکہ تمھارے دولت مندوں کے ہاتھ ہی میں مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔[21]

فقر وفاقہ کا مسئلہ نظام زکوۃ کا قائم کرنے سے حل ہو سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دولت امراء سے لے کر غرباء میں تقسیم کی جائے۔ اللہ تعالی نے ان کے مالوں پر زکوۃ عائد کی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے اور ان کے ضرورت مندوں کو دی جائے۔)زکوۃ کے علاوہ شریعت اسلامیہ نے صدقات واجبہ کا حکم دیا ہے۔ صدقہ فطر کی ادائیگی کا ایک مقصد فقراء اور مساکین کی اعانت ہے۔ رسول ﷺ نے صدقہ فطر کو روزوں کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے والا اور مساکین کے لیے کھانے کا باعث بتایا ہے۔[22]احیاء موات کے ذریعے عادلانہ تقسیم دولت ممکن ہے۔ ان اقدامات کے علاوہ شریعت نے دولت کی وسیع پیمانے پر تقسیم کے لیے کچھ مثبت اور براہ راست ہدایات بھی دی ہیں۔ مثلاً ذخیرہ اندوزی کی ممانعت، بڑے رقبہ جات کی ملکیت اور ان کو غیر آباد چھوڑنے کی ممانعت۔ سرکاری چراگاہوں کے علاوہ ذاتی چراگاہیں اور گھوڑی پال مربعے قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

دولت کے حصول اور خرچ میں شریعت نے پابندیاں عائد کی ہیں۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ارتکاز دولت کا مسئلہ جنم نہیں لے سکتا۔ مثلا خرچ کرنے میں اسراف و تبذیر" سے روکا گیا ہے۔ اسلام میں ارتکاز دولت کو ناپسند کیا گیا ہے۔ شریعت نے انفاق کا حکم دیا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ضروریات میں مکمل اور احتیاجات میں حسب ضرورت انفاق ہو گا کمالیات اور تحسینیات میں ریاست کے وسائل کا کم سے کم استعمال کیا جائے۔ کمالیات سے مراد وہ اخراجات ہیں جن کو چھوڑنے میں کوئی مشقت نہ ہو مثال کے طور پر شریعت میں عمارتوں کو غیر ضروری سجانے کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ حدیث نبوی ﷺ سے استدال کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے دیکھا کہ ان کے کمرہ میں دیواروں پر پردے لٹکائے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اتار دیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالی نے ہمیں پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔[23]

ربا کا خاتمہ، قانون وراثت کی تعقید، ٹیکسوں کے نظام پر عادلانہ اور حقیقت پسندانہ نظر ثانی، زکوۃ و عشر کے مؤثر نفاذ سے دولت کی تقسیم عادلانہ ہو سکتی ہے۔

5.3 معاشی ترقی

عصر حاضر میں امت مسلمہ کو معاشی پسماندگی کا مسئلہ بھی درپیش ہے۔ ڈاکٹر غازی اسلام کے معاشی تصور پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ معاشی ترقی کے تصور میں صرف مادی ترقی شامل نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی، ذہنی اور تہذیبی ترقی بھی شامل ہے۔ جدید معیشت جو ہے کی بنیاد پر بحث کرتی ہے اور اپنے اصول طے کرتی ہے جب کہ اسلامی شریعت جو ہونا چاہیے کی بنیاد پر ہدایت دیتی ہے۔ یہ پہلو معاشی ترقی کے لیے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اسلام معاشی ترقی برائے معاشی ترقی کا قائل نہیں ہے۔ اسلام معاشی ترقی کا اس لیے قائل ہے کہ معاشی ترقی انسانوں کے وسائل میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ وہ وسائل جن سے کام لے کر مسلمان اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو

بہتر انداز میں پورا کر سکیں۔ ترقی کے تین درجات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

- . پہلے درجہ میں انسان کی ضرورت خمسہ پوری ہو رہی ہوں یعنی انسان کا دین، اس کی جان، اس کیعقل، اس کی نسل اور اس کا مال محفوظ ہوں اور یہ سب ترقی کریں۔
- دوسرا درجہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کے لیے یا معاشرے کی غالب ترین آبادی کے ضروریات کی تکمیل کے ساتھ حاجیات کی تکمیل کا بندوبست ہو گیا ہو۔
- تیسرا درجہ تحسینیات کا ہے تو وہ بقدر وسائل معاشرے میں حاصل ہونے چاہیں۔

ترقی کا اسلامی تصور یہ ہے کہ وہ عارضی یا وقتی نہیں بلکہ دیرپا ہو۔ اس میں وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عہد خلافت سے مثال بیان کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں عراق و شام، سواد میں حلوان و قادسیہ کی مفتوحہ زمینوں کو فوجیوں کے درمیان نہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ زمین کی ملکیت ایک محدود طبقہ میں گھر کر رہ جائے اور باقی افراد اس سے محروم رہیں۔ عراق کی زمین سے جو آمدن وصول ہو اس سے عامۃ الناس کی ضروریات اور معاشی تقاضے پورے کیے جاسکیں۔[24]

معاشی ترقی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت اور سرمائے کو معطل نہ رکھا جائے۔

دنیائے اسلام کو معاشی مسائل کا سامنا ہے جس میں غذائی پیداوار کی کمی، صنعتی ترقی کی کمزور بنیاد، صرفی معاشرہ جس کی وجہ سے بچتوں اور سرمایہ کاری کی شرح بھی کم رہتی ہے، بھاری اور غیر عادلانہ ٹیکسوں کی بھرمار، پسماندہ تحتی ڈھانچہ اور افراط زر وغیرہ ان مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں حل کرنے پر زور دیتے ہیں۔[25]

5.4 کسب وصرف کی حدود قیود

تجارت اور کاروباری معاملات دنیاوی اور مادی ہونے کے ساتھ روحانی اور اخلاقی پہلو بھی رکھا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کو شریعت کے احکام کے تحت سرانجام دیا جائے۔ لیکن اس کی ذمہ داری حدود وقیود کے ساتھ ہے۔ انسان کی حیثیت امین کی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ[26]

شریعت میں حصول ملکیت کے متعین کردہ چار اسباب بیان کئے جاتے ہیں۔

- ایک شخص دوسرے شخص سے عقد کے ذریعہ ملکیت حاصل کر سکتا ہے۔ مثلاً خرید و فروخت، مشارکہ اور مضاربہ وغیرہ۔
- وہ تمام چیزیں مباح ہیں جو کسی کی ملکیت نہ ہوں، سب کے لیے دستیاب ہوں جو شخص اُن کو حاصل کرے گا وہ اس کی ملکیت

قرار پائے گی۔ مثلاً احیاء موات اور اسی طرح اگر کوئی چشمہ سے پانی حاصل کرلے۔

- ملکیت حاصل کرنے کا تیسرا ذریعہ وراثت ہے۔
- چوتھا ذریعہ مال کو سرمایہ کاری میں لگانے سے جو منافع یا مال حاصل ہو۔[27]

تجارت میں محرمات کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں مثلاربا، غرر، قمار، میسر جہل، ضرر، نین، خلابہ اور بیچ معدوم شریعت اسلامیہ نے ان تمام راستوں کو بند کیا ہے اور ایسے تمام کاروباری طریقے حرام قرار دے دیے جن سے کسی بڑے حرام کا راستہ کھل سکتا ہے۔[28]

اسلامی تعلیمات کی رو سے جو شخص معاشی سرگرمیاں، دینی فرائض اور عبادت احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہے وہ مسلسل جہاد کرتا ہے۔ اپنے آپ کو شیطان سے محفوظ کرکے تزکیہ حاصل کرلیتا ہے۔ ایک متقی تاجر کو چاہیے وہ حلال و حرام کے علاوہ مشتبہات سے بھی اجتناب کرے۔ لالچ و حرص نہ رکھے۔ گاہک یا فریقوں کے سامنے معاملہ خوب کھول کھول کے بیان کرنا چاہیے۔ تاجر کو چاہیے وہ کسی گاہک کو نقصان نہ پہنچائے۔ حدیث نبوی میں اس کی ممانعت ہے۔[29]

5.5 حرمت ربا اور اسلامی طریقہ ہائے تمویل

سود کی اخلاقی، معاشی اور معاشرتی نقصانات کو زیر بحث لاتے ہیں۔ سود کے بارے میں پیدا ہونے والے شبہات کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کا جواب نقلی اور عقلی بنیادوں پر دیتے ہیں۔ روایتی بینک بنیادی طور پر قرضوں کا لین دین کرتے ہیں۔ اسلامی بینک با سود قرضے وصول کرنا ہے اور ان قرضوں کو سرمایہ کاری میں استعمال میں لاتا ہے۔ روایتی بینک صرفی اور کاروباری دونوں مقاصد کے لیے سودی قرضوں کا اجراء کرتا ہے۔ کاروباری سودی قرضے قلیل المدت قرضے اور طویل المدت جاری کرتا ہے۔ اسلامی بینک سرمایہ کاری مرابحہ، مضاربہ، مشارکہ متناقصہ، اجارہ، سلم اور استصناع وغیرہ کی بنیاد پر کرتا ہے۔ مضاربہ کا طریقہ مالیاتی اداروں اور بالا سود بینکاری کا بہترین متبادل ہے۔ مضاربہ اور مشارکہ کا طریقہ تجارت قبل از اسلام متمدن عربوں میں رواج پذیر تھا۔ اسلام نے اس کے فوائد کے پیش نظر انہیں پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اگر اس کو شریعت کے روح کے عین مطابق نافذ کیا جائے تو بینکاری نظام سودی نظام سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں شریعت میں سود کی قطعی حرمت ثابت ہے۔[30]

5.6 مالیاتی بدعنوانی سے اجتناب (امانت داری)

دیانت وامانت اور کرپشن سے اجتناب کو کسی بھی ملک کے معاشی نظام میں اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر ریاست کے معاشی نظام میں بددیانتی، خیانت، اور بے ایمانی سرایت کرجائے تو وہاں دولت کی عادلانہ تقسیم ممکن نہیں رہتی۔ سرکاری افسران اور کارندے عوام کا حق کھالیتے ہیں نیز ملکی خزانہ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ملک وملت کو مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ یہی چیز معاشی عدم استحکام کا باعث بنتی ہے۔

یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ ان مالیاتی اداروں کے افراد نے امانت و دیانت کی اقدار کو پامال کرتے ہوئے کرپشن اور خیانت کو اختیار کیا ۔ان کے لئے ضروری تھا کہ بلکہ ان کے فرائض میں شامل تھا کہ وہ حق دار کو اس کا حق پہنچائیں اور ملکی خزانے و دولت کو اس کے صحیح مصرف پر خرچ کریں، لیکن جب انہوں نے اپنے فرائض سے روگردانی کی اور بدعنوانی و کرپشن کا راستہ اپنایا تو نہ صرف یہ کہ دنیا میں بھی بے سکون ہوئے اور آخرت میں بھی اللہ کے مجرم ٹھہرے۔

نبی کریم ﷺ نے مالیاتی بدعنوانی سے دور رہنے کا سبق لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانے کے ساتھ لوگوں کو خیانت اور بددیانتی کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایسا نہیں جسے اللہ نے رعیت کی ذمہ داری سونپی ہو اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ رعیت کے بارے میں خیانت کرنے والا ہو تو اللہ نے اس پر جنت حرام قرار دے دی ہے۔[31]اس کی شرح میں امام ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ ریاست کے ذمہ داروں اور خزانہ داروں کے لئے ملکی خزانے کو اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ یہ افراد اس خزانے کے امین ضرور ہیں لیکن خزانے کے اموال کے مالک نہیں ہیں۔[32]ایک اور موقع پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[33]

کوئی حکمران، جو مسلمانوں میں سے کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہو، اگر اس حال میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکہ اور خیانت کرنے والا ہو تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

حکومتی عہدیدار جب حکومتی اشیا خریدتے ہیں تو انتہائی کم ریٹ لگاتے ہیں اور جب خریدنی ہو تو بہت مہنگی داموں خریدتے ہیں۔ اسی طرح حکومتی ٹینڈر کو بھی ایمانداری کے ساتھ عوام تک ظاہر کرنا چاہیے۔ کسی غیر قانونی اور کرپشن کے ذریعے سے کسی چیز کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یقیناً دھوکہ و خیانت کی ایک بڑی صورت یہ ہے کہ مختلف قسم کی مالی بدعنوانیاں اور کرپشن کرتے ہوئے عوام الناس کا مال انہیں دھوکہ دے کر غلط مقامات پر خرچ کر دیا جائے۔ آج حقیقت بھی یہی ہے کہ اس دور میں ہمارے عوام اور طبقۂ اشرافیہ کو امانت و دیانت پر عمل کرنے کی شدید ضرورت ہے، آج ہر طرف جو کرپشن کا زور ہے اور اس کو ختم کرنے کی باقاعدہ سرکاری ،سیاسی اور غیر سرکاری و غیر سیاسی سطح پر مہمیں چلائی جارہی ہیں وہ اسی لئے کہ مالی دیانت کے حوالے سے ہم انفرادی و اجتماعی لحاظ سے بہت ہی زیادہ پس ماندگی کا شکار ہیں۔ اگر ہمیں معاشی استحکام حاصل کرنا ہے تو ہمیں اس مالی بددیانتی اور کرپشن سے ہر حال میں اور ہر سطح پر جان چھڑانا ہوگی۔ اور جب تک اس چیز پر عمل نہ ہوگا ہماری معاشی حالت کے مستحکم ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

5.7 بے لاگ عدل وانصاف

دنیا میں اقوام کی ترقی کے لئے عدل و انصاف اہم ترین ضرورت ہے۔ اس سے ظالم کے ظلم کو روکا جاتا ہے، مظلوم کی مدد کی جاتی ہے اور مختلف مقدمات کا مستقل فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ افرادِ معاشرہ کو ان کے بنیادی حقوق فراہم کئے جائیں اور ان کی ہر طرح کی حفاظت ممکن ہو سکے۔ یہ تمام عوامل ایک مثالی ترقی یافتہ معاشرے اور مستحکم معاشی صورتحال کو بھی جنم دیتے ہیں۔ اسی لئے اسلام میں اس کی اہمیت زیادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔[34] حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک عرب سردار تھے اور ان کی اسلامی ریاست مدینہ کے لئے بہت سی خدمات تھیں لیکن جب حضرت مغیرہ بن شعبہ اور بنو سلیم دو الگ الگ شکایات لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان دونوں کا فیصلہ حضرت صخر کے خلاف فرمایا کیونکہ عدل و انصاف کا تقاضا یہی تھا۔ دیکھئے کہ دونوں فیصلے حضرت صخرؓ کے خلاف ہوئے لیکن انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ مگر جب انہوں نے دونوں فیصلے قبول کر لئے تو شرم کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور سرخ ہو گیا، صحابی فرماتے ہیں کہ

وَجهُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم يَتَغَيَّرُ عند ذلک حُمرَةَ حياءٍ.[35]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر شرم کی وجہ سے سرخی آگئی۔

آپ ﷺ نے اسی بنا پر شرم محسوس کی کہ وہ اسلامی حکومت کے لئے اس قدر اہم خدمت انجام دینے کے باوجود کسی اعزاز سے نوازے نہ جا سکے، الٹا انہیں اپنے خلاف دو فیصلوں کو قبول کرنا پڑا۔ ان واقعات میں عدل و انصاف کی پابندی کا وہ بلند معیار پیش کیا گیا ہے، جس کی مثال آج کی ہماری دنیا میں نظر آنا عملاً ناممکن ہو گئی ہے۔ دوسری طرف حضرت صخر رضی اللہ عنہ نے اپنی سابقہ امتیازی حیثیت کو اپنے لئے کمزوری نہیں بنایا بلکہ شریعت کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کر لیا، یہ ان کے کامل ایمان کی واضح نشانی تھی۔ دیکھا جائے تو ایسا ہی بے لاگ عدل و انصاف معاشرے میں اطمینان اور بھلائی کی کیفیات لے کر آتا ہے اور یہی بنیادی چیز معاشی ترقی اور استحکام کی ضمانت بنتی ہے۔ جن معاشروں میں انصاف نہیں وہاں اطمینان نہیں اور جہاں عوام میں ریاست پر اطمینان واعتماد نہ ہو وہاں معاشی ترقی اور استحکام کا تصور ممکن نہیں۔

5.8 رشوت سے اجتناب

کسی بھی معاملے میں رشوت لینا اور دینا گناہ کبیرہ ہے لیکن خاص طور پر معاشی واقتصادی معاملات میں رشوت کا عنصر شامل کر کے جو بدنصیب و گمراہ معاشی ناانصافی اور کرپشن کی راہ ہموار کرتے ہیں وہ نہایت مکروہ قسم کے کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ معاشی

معاملات میں اس بد نظمی سے لوگوں کا اعتبار عدل و انصاف سے اٹھ جاتا ہے اور پھر وہ خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر انصاف لینا اور دینا شروع کر دیتے ہیں جو معاشرے کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لعنة الله على الراشي والمرتشي في الحكم [36]

فیصلے کے معاملے میں رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

5.9 سرکاری افسران کی مراعات کا خاتمہ

ملکی معاشی حالات پر سرکاری افسران کی مراعات ایک بوجھ ہیں جن کے تلے ہماری معیشت سسک رہی ہے۔ ایک غریب اپنی ہر چیز کا خرچہ خود اٹھارہا ہے جبکہ افسر کو بہت سی ضروریات زندگی بطور مراعات کے مفت مل رہی ہیں جنہیں بے دردی کے ساتھ استعمال کرتے ہوئے قومی خزانے کو نقصان پنچایا جاتا ہے۔ معاشی استحکام کے لئے ضروری ہے کہ ان مراعات کو ختم کر کے یا ایک معمولی حد تک رکھتے ہوئے قومی خزانے کے اخراجات میں کمی لائی جائے نیز دیگر اخراجات میں بھی اعتدال سے کام لیا جائے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک قول ہے:

- الإقتصاد في النفقة نصف المعيشة.[37] اخراجات میں میانہ روی نصف معیشت ہے۔
- ما عال من اقتصد [38] جو اعتدال کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

تمام حاضر و سابق سرکاری افسران کو قیمتی لگژری سرکاری گاڑیوں اور مفت پٹرول کی سہولت ختم کی جائے۔ اشرافیہ کو دی گئی 200 ارب کی چھوٹ ختم کی جائے، جاگیرداروں سرمایہ داروں اور مالدار ترین اشرافیہ کو حاصل ٹیکس چھوٹ ختم کر کے دو سو ارب تک تقریباً بچت کی جاسکتی ہے۔ ناجائز منافع خوری کا خاتمہ کر کے اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں استحکام لایا جائے۔

5.10 روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنا

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات معاشی استحکام اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی اہمیت پر زور دیتی ہیں۔ سیرت النبی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ حضور ﷺ نے کاروبار اور خود انحصاری کی ترغیب دی۔ نبوت ملنے سے پہلے وہ خود ایک کامیاب تاجر تھے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو تجارت وتجارت کرنے کی ترغیب دی۔ حکومت تاجروں کو اپنا کاروبار شروع کرنے کے لیے مدد اور مراعات فراہم کر کے اس مثال کی پیروی کر سکتی ہے، جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔[39]

نبی کریم ﷺ نے روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے لئے منصفانہ تجارت کی اہمیت پر زور دیا اور استحصالی طریقوں کی حوصلہ شکنی کی۔ انہوں نے تمام کاروباری معاملات میں ایمانداری، شفافیت اور انصاف پسندی کی حوصلہ افزائی کی۔ حکومت ایسے ضابطوں کو نافذ کر کے منصفانہ تجارتی طریقوں کو فروغ دے سکتی ہے جو کارکنوں کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور منصفانہ اجرت کو یقینی بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے چھوٹے کاروباروں اور کاریگروں کی حمایت کی ترغیب دی۔ اس عمل نے مقامی معیشت کو سہارا دینے کے لیے مقامی کاروباروں اور کاریگروں سے خریداری کے خیال کو فروغ دیا۔ حکومت چھوٹے کاروباروں اور دستکاروں کو معاشی ترقی اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے مدد اور مراعات فراہم کر سکتی ہے۔[40] نبی کریم ﷺ کی معاشی حکمت عملی کا ایک مظہر یہ بھی تھا کہ آپ نے صدقہ اور سماجی ذمہ داری کی ترغیب دی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ ضرورت مندوں کو دیں اور کم نصیبوں کی مدد کریں۔ موجودہ حکومت کاروباریوں کو کارپوریٹ سماجی ذمہ داری کی سرگرمیوں میں شامل ہونے کی ترغیب دے کر سماجی ذمہ داری کو فروغ دے سکتی ہے جس سے کمیونٹی کو فائدہ ہو اور روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں۔[41] اسی پس منظر میں نبی کریم ﷺ کا ایک صحابی کو ارشاد ہے:

هذا خيرلک من ان تجیء بالمسالة نكتة فی وجهک يوم القيامة[42]

یہ بہتر ہے تیرے لیے بہ نسبت اس کے کہ تمہارا سوال بروزِ قیامت تمہارے چہرے پر داغ بن کر آتا۔

روزگار کے نئے مواقع نے ابتدائی اسلامی معاشرے میں خودداری اور پر اعتماد عوام کو پروان چڑھایا۔ مارکیٹ میں معاشی مقابلے کی فضا پیدا ہو جانے کے سبب اشیاء تجارت کے نرخ توازن کے ساتھ برقرار رہے[43] آپ ﷺ کی اس حکمت عملی سے ریاست مدینہ میں معاشی استحکام پیدا ہوا اور عوام خوشحال ہو گئی۔

5.11 غیر ضروری اخراجات اور فنڈز کی روک تھام

پاکستان میں خزانے پر بوجھ اور ملکی معاشی استحکام میں ایک بڑی رکاوٹ غیر ضروری اخراجات اور فنڈز کا اجرا ہے۔ جن کا ملک و ملت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے تمام غیر ضروری اخراجات اور فنڈز کا اجرا فوری روک دینا چاہئے، اسے خزانے پر بوجھ کم ہو گا اور دو چار پیسے جو پہلے اس مد میں خرچ ہو جایا کرتے تھے اب بچ جایا کریں گے۔ کہ نبی کریم کا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

أمسک علیک بعض مالک فهو خير لک[44]

اپنے مال میں سے کچھ بچالو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔

ملک میں فنڈز کا ایک حصہ غیر ضروری اشتہارات، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر لگایا جاتا ہے جس کا سوائے شہرت کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اسی طرح ترقیاتی فنڈز کا غیر ضروری استعمال بھی روکا جائے۔ جو چیزیں اہم ہیں ان پر توجہ دی جائے جو ملک کے مفاد کے لئے ضروری ہو اور عوام کے حق میں ہو، اسے مقدم کیا جائے۔

إنّ االله كره لكم ثلاثا : قيل وقال، وإضاعة المال، وكثرة السؤال.[45]

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائیں ہیں: قیل و قال، مال کا ضیاع اور کثرتِ سوال۔

6 خلاصہ بحث

مجموعی طور پر، ایک مستحکم معیشت ریاست کے مختلف پہلوؤں بشمول سماجی، سیاسی اور اقتصادیات پر مثبت اثر ڈال سکتی ہے۔ یہ اپنے شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے، غربت کو کم کرنے اور استحکام اور ترقی کو فروغ دینے میں مدد کر سکتا ہے۔ پاکستان میں معاشی استحکام کو درپیش تحدیات کا مطالعہ ملک کی معاشی صورتحال کو سمجھنے اور ان شعبوں کی نشاندہی کرنے کے لیے ضروری ہے کہ معاشی عدم استحکام کی وجوہات کی نشاندہی کی جائے، پالیسی پر عمل درآمد کے اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اقتصادی استحکام اور دیگر اقتصادی اشاریوں کے درمیان روابط کا تجزیہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کیا جائے، یہ ابحاث سطور بالا میں آچکی ہیں۔ پاکستان میں معاشی استحکام کے حصول کے لیے زراعت اور زرعی علاقوں کا صحیح استعمال ضروری ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور پائیدار زرعی طریقوں کو اپنا کر، منڈیوں اور قرضوں تک رسائی کو بہتر بنا کر، اور چھوٹے درجے کے کسانوں کی مدد کرنے والے بنیادی ڈھانچے اور خدمات میں سرمایہ کاری کرکے، پاکستان اپنے زرعی شعبے کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ بڑھا سکتا ہے اور ایک مضبوط اور پائیدار معیشت بنا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ آپ ﷺ کی معاشی پالیسی حقیقت میں معاشی استحکام کے حصول کے لئے عملی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس میں فرد کو ذمہ داری بھی حاصل ہے اور شخصی ملکیت بھی حاصل ہے بلکہ اس کے لئے کاروباری اخلاقیات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس بنا پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ اگر سیرت النبی سے ماخوذ معاشی نکات کو معاشی استحکام کے لئے استعمال کیا جائے گا تو یہ ان شاء اللہ مملکت ورعایا کی فلاح وبہبود کے ضامن ہوں گے اور مزید یہ کہ ان سے معاشی استحکام کا حصول یقینی ہو جائے گا۔

7 تجاویز وسفارشات

پاکستان میں معاشی استحکام کو درپیش تحدیات کے تدارک کے لیے عملی تجاویز درج ذیل ہیں:

1. برآمدات پر مبنی صنعتوں کو فروغ دینا: پاکستان کو زرمبادلہ کمانے کے لیے برآمدات پر مبنی صنعتوں، جیسے ٹیکسٹائل، چمڑے کے سامان، اور دواسازی کی ترقی پر توجہ دینی چاہیے۔

2. زراعت کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ: زراعت پاکستان کی معیشت کی اہم ترین اساس ہے۔ زراعت کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے سے غذائی تحفظ کو بہتر بنانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور برآمدات کو بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔
3. انفراسٹرکچر کو بہتر بنانا: پاکستان کو اپنے بنیادی ڈھانچے بشمول سڑکوں، شاہراہوں، ریلوے اور بندرگاہوں کو ترقی دینے میں سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اقتصادی ترقی میں مدد ملے اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کیا جاسکے۔
4. چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں (SMEs) کو فروغ دینا: SMEs کو سپورٹ کرنا روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور انٹرپرینیور شپ کو فروغ دینے میں مدد کر سکتا ہے۔ یہ قرضوں، تربیت اور تکنیکی مدد کی فراہمی کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔
5. غیر ملکی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی: پاکستان کو غیر ملکی سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے لیے سرمایہ کاری کا ساز گار ماحول پیدا کرنا چاہیے، جس میں ٹیکس مراعات، ہموار ضابطے اور جائیداد کے حقوق کا تحفظ شامل ہے۔
6. انسانی سرمائے کی ترقی: پاکستان کو تعلیم اور تربیتی پروگراموں میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے تاکہ ایک ہنرمند افرادی قوت تیار کی جاسکے جو جاب مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔
7. ادارہ جاتی صلاحیت کو مضبوط بنانا: عدلیہ، سول سروس، اور ریگولیٹری اداروں جیسے اداروں کو مضبوط بنانا گورننس کو بہتر بنا سکتا ہے اور بیوروکریٹک رکاوٹوں کو کم کر سکتا ہے جو معاشی ترقی میں رکاوٹ ہیں۔
8. پاکستان میں گریجویٹ طلبہ کو بنجر زمین حوالے کی جائے اور آسان شرائط پر ان کو قرضہ دیا جائے تاکہ وہ زراعت میں اپنی خدمات انجام دے سکیں۔
9. پاکستان میں کسانوں کو قومی شعور دیا جائے جس چیز کی کمی ہو اس کو زیادہ سے زیادہ کاشت کی جائے اور جو چیز بیرون ممالک سے امپورٹ کی جاتی ہے اس کو خود تیار کیا جائے۔
10. زمین کی تقسیم برابری کی بنیاد پر کی جائے ایک خاص پیمائش سے زیادہ پاکستانی کو زمین رکھنے کی اجازت نہ ہو۔ تاکہ امیر امیر تر نہ ہو۔

حوالہ جات

1 حافظ عبداللہ، پاکستان میں معاشی استحکام۔ بنیادی اقدامات تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں، اردو ایکسپریس، 2023

Hāfiẓ Abdullāh, Pakistan Mein Ma'āshī Isthikām: Bunyādī Iqdāmāt (Ta'leemāt Nabawī ﷺ Kī Roshnī Mein), Urdu Express, 2023

2 Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, 7th ed. Cengage Learning, 2014 , p57.

3 میکرو اکنامکس معاشیات کی ایک شاخ ہے جو انفرادی منڈیوں یا فرموں کے بجائے پوری معیشت یا بڑے معاشی نظام کے طرز عمل، کارکردگی اور ساخت کا مطالعہ کرتی ہے۔ اس کا تعلق مجموعی اقتصادی متغیرات کے تجزیہ سے ہے، جیسے کہ قومی آمدنی، پیداوار، افراط زر، روزگار، اور بین الاقوامی تجارت۔ میکرو اکنامک تجزیہ ان عوامل کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جو کسی ملک یا خطے میں معاشی سرگرمیوں کی سطح اور نمو کا تعین کرتے ہیں۔ اس میں یہ جانچنا شامل ہے کہ حکومتی پالیسیوں، بین الاقوامی تجارت، ٹیکنالوجی اور دیگر عوامل میں تبدیلیاں کس طرح مجموعی طور پر معیشت کو متاثر کرتی ہیں۔

4 Mankiw, N. Gregory. Principles of Macroeconomics, p 58

5 Froyen, Richard T. Macroeconomics, 9th ed. Pearson, 2017, p 67.

6 Ibid

7 Ghulam, Y. The political economy of Pakistan: A historical analysis. Journal of Political Studies,2017, 24(2), 101-120.

8 Ali, S., & Malik, M. An overview of Pakistan's economy: From a historical perspective to a future-oriented approach. International Journal of Business and Management Review,،2017 5(5), 46-54.

9 Khan, M. A. The economy of Pakistan: Past, present, and future prospects. International Journal of Economics and Financial Issues, 2019, 9(1), 1-6.

10 Malik, S. J. Pakistan economy: Growth, development, and sustainability. Journal of Business Strategies, 2018, 12(1), 1-13.

11 World Bank. (2021). Pakistan. Retrieved from https://data.worldbank.org/country/pakistan.

12 https://iips.com.pk/%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86-%DA%A9%DB%92-D82023 استفادہ کی تاریخ 29 دسمبر

13 https://iips.com.pk/%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86-%DA%A9%DB%92-D82023 استفادہ کی تاریخ 29 دسمبر

14 https://iips.com.pk/%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86-%DA%A9%DB%92-D82023 استفادہ کی تاریخ 29 دسمبر

15 ابو داؤد، سیلمان بن اشعث، السنن،الریاض: دارالسلام 1999ء، رقم الحدیث 3343

Abū Dāwūd, Sulaimān ibn Ash'ath, al-Sunan, Riyadh: Dār al-Salām, 1999 CE, Ḥadīth Number 3343

16 ابن خلدون عبد الرحمن بن محمد، ابو زید،مقدمة ابن خلدون،بیروت: دارلفکر،2003ء،ج 1،ص 169

Ibn Khaldūn, ʿAbd al-Raḥmān ibn Muḥammad, Abū Zayd, Muqaddimah Ibn Khaldūn, Beirut: Dār al-Fikr, 2003 CE, V: 1, P: 169

17 محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، لاہور: الفیصل ناشران وکتب، 2010ء، ص163۔194

Mahmood Ahmed Ghazi, Mahādirāt Ma'ishat wa Tajārat, Lahore: Al-Faisal Nashran wa Kutub, 2010, P: 163-194

18 محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، ص145-146

Mahmood Ahmad Ghazi, Mahādirāt Ma'ishat wa Tajārat, P: 145-146

19 القرآن15:42

Al-Qur'ān 42:15

20 البخاری، الجامع الصحیح، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل ،امام، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ و سننہ و ایامہ، الریاض : دارالسلام ، 1999ء، رقم الحدیث نمبر 2050

Al-Bukhārī, Abū 'Abdillāh Muhammad ibn Ismā'īl, Al-Jāmi' Al-Musnad Al-Ṣaḥīḥ Al-Mukhtaṣar Min Umūr Rasūl Allāh wa Sunanuhu wa Ayyāmuhu, Riyadh: Dār al-Salām, 1999 CE, Ḥadīth Number 2050.

21 القرآن7:59

Al-Qur'ān 59:7

22 ابو داؤد، السنن،الریاض: دارالسلام 1999ء،حدیث نمبر 1609

Abū Dāwūd, Al-Sunan, Riyadh: Dār al-Salām, 1999, Ḥadīth Number 1609.

23 القشیری،مسلم بن الحجاج ،الجامع الصحیح،الریاض: دارالسلام ،2000ء،حدیث نمبر 5520

Al-Qushyri Muslim ibn al-Ḥajjāj ibn Muslim, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Riyadh: Dār al-Salām, 2000 CE, Ḥadīth 5520.

24 ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال،مصر: دارالفکر1891ء،ص 61

Abū ʿUbayd al-Qāsim ibn Salām, Kitāb al-Amwāl, Miṣr: Dār al-Fikr, 1891, P 61.

25 محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، ص66

Mahmood Ahmad Ghazi, Mahādirāt Ma'ishat wa Tajārat, P:66

26 القرآن7:57

Al-Qur'ān, 57:7

27 البیہقی، احمد بن حسین بن علی ابوبکر، السنان الکبری، بیروت: دار الفکر، 2005ء، جلد: 8، ص498

Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī Abū Bakr, Al-Sunan Al-Kubrá, Beirut: Dār al-Fikr, 2005, V: 8, P: 498.

28 محمود احمد غازی، محاضرات معیشت و تجارت، ص252

Mahmood Ahmad Ghazi, Mahādirāt Ma'ishat wa Tajārat, P: 252

29 احمد بن محمد بن حنبل، ابو عبداللہ، المسند، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1994ء، جلد: 1، ص 212

Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh, Al-Musnad, Beirut: Dār Aḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1994 CE, vol: 1, P: 212.

30 محمود احمد غازی، حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام، اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 1994ء، ص61

Mahmood Ahmad Ghazi, Ḥurmat-e-Rahā aur Ghair Sūdī Mālīyātī Nazam, Islāmābād: Institute of Policy Studies, 1994, P: 61.

31 مسلم بن الحجاج،الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعیته النّار، ج1، ص125، رقم :142

Muslim ibn al-Ḥajjāj, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Īmān, Bāb Istiḥqāq al-Wālī al-Ghāsh li-Ruʿayatihi al-Nār, V1, P 125, Raqm: 142.

32 اس سلسلے میں تفصیلات کے لئے دیکھیں:(ابن تیمیه، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (م 728ھ)۔ السياسة الشرعية في اصلاح الراعي والرعية۔ بیروت، لبنان : دار المعرفه)الماوردی، الاحكام السلطانية، ص 193
Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm ibn ʿAbd al-Salām al-Ḥarrānī (d. 728 AH). al-Siyāsah al-Sharʿīyah fī Islāḥ al-Rāʿī wa al-Raʿiyyah. Beirut, Lebanon: Dār al-Maʿrifah. ; Al-Māwardī, al-Aḥkām al-Sulṭānīyah, P 193.

33 البخاری، الجامع الصحيح:کتاب الاحکام، باب من استرعی رعية فلم ينصح لہم۔رقم الحديث:6732
Al Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ: Kitāb al-Aḥkām, Bāb man yasturʿī raʿiyyah falam yunasḥi lahum. Raqam al-Ḥadīth: 6732.

34 القرآن5:48
Al-Qur'ān, 5:48

35 ابو داود،سليمان بن اشعث السجستانی(م 275ھ)السنن، مطبعة السعادة، مصر1950۔و حمص 1970۔ كتاب الخراج، ج3، ص 448۔450
Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath al-Sijistānī (d. 275 AH), al-Sunan, Matbaʿat al-Saʿāda, Miṣr 1950, wa Ḥimṣ 1970, Kitāb al-Kharāj, Vol. 3, pp. 448-450.

36 الحرانی، مجد الدين عبد السلام ابن تيميه ، علامه۔المنتقیٰ من اخبار المصطفیٰ۔طبع قاہرہ، 1931،ج 2، ص 235
Al-Harrānī, Majd al-Dīn ʿAbd al-Salām ibn Taymiyyah, ʿAllāmah. Al-Muntaqá min Akhbār al-Muṣṭafá. Ṭabaʿ Qāhirah, 1931. V. 2, p. 935.

37 الطبرانی، المعجم الأوسط ، 7 : 25، رقم : 6744
Al Ṭabarānī, Al-Muʿjam Al-Awsaṭ, 7:25, Number: 6744

38 طبرانی، المعجم الكبير، مكتبه ابن تيميه القاهره،ج 10 :ص 108، رقم : 10118
Al Ṭabarānī, Al-Muʿjam Al-Kabīr, Maktabat Ibn Taymiyyah, Cairo, Vol. 10: p. 108, Number: 10118

39 "Trade and Commerce in Islam." Islamic Information Center. Accessed April 28, 2023. http://www.islamicinformationcenter.info/trade-and-commerce-in-islam/.

40 "Prophet Muhammad's Encouragement of Supporting Local Businesses and Artisans." SeekersGuidance. Accessed April 28, 2023. https://seekersguidance.org/articles/islamic-business-ethics/prophet-muhammads-encouragement-of-supporting-local-businesses/

41 "Corporate Social Responsibility in Islam." Islamic Relief USA. Accessed April 28, 2023. https://irusa.org/corporate-social-responsibility-in-islam/.

42 ابوداؤد،سلیمان بن اشعث ،سنن ابی داؤد،بيت الافكار الدولية رياض،1999ء،كتاب الزكاة،باب ماتجوز فيہ المسئالۃ،رقم الحديث 1641
Abū Dāwūd, Sulaimān ibn Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd, Bayt al-Afkar al-Dawliyyah Riyadh, 1999 CE, Kitāb al-Zakāh, Bāb Mā Yajūzu Fīh al-Mas'alah, Number of Ḥadīth 1641

43 الترمذی،محمد بن عیسیٰ ، السنن،رقم الحديث1314
Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsá, Al-Sunan, Raqm al-Ḥadīth 1314

44 البخاری،محمد بن اسمعیل، الجامع الصحيح، كتاب المغازی، باب حديث كعب بن مالک،ج 4 :ص 1607، رقم : 4156
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ḥadīth Kaʿb ibn Mālik, vol4: P 1607, Raqam: 4156

45 ايضا ، كتاب الزكاة، باب قول الله تعالى : لا يسألون النّاس إلحافا، 2 : 537، رقم : 1407
Ibid, Kitāb al-Zakāh, Bāb Qawl Allāh Taʿālā: "Lā yasʾalūnan-nāsa ilḥāfā", 2:537, Raqam: 1407